اب کہ انگڑائی نہ ٹوٹی تو بدن ٹوٹے گا

تحریر: سہیل احمد لون

پاک بھارت کشیدگی قیام پاکستان سے چلی آرہی ہے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انکے درمیان پہلی جنگ اس وقت ہوئی جب یہ دونوں ممالک ابھی نوزائیدہ تھے، اب تک دونوں ممالک چار جنگیں لڑ چکے ہیں۔ بھارت میں انتخابات قریب ہوں تو سب سے زیادہ چورن پاکستان کے خلاف عوامی جذبات ابھارنے کا ہی بکتا ہے۔ پلوامہ میں پیش آنے والے حالیہ واقعے میں بھارت نے اپنے فوجیوں کی لاشیں ابھی اٹھائی بھی نہ تھیں کہ بھارتی سرکار نے بغیر کسی ثبوت اور تفتیش کے الزام پاکستان پر لگا دیا۔ بھارتی میڈیا نے بھی پاکستان مخالف مہم چلانی شروع کر دی جس کے بعد دونوں اطراف کی عوام میں جنگی جنون بڑھنے لگ گیا۔ بھارت نے حسب معمول پاکستانی فنکاروں کا حقہ پانی سب سے پہلے بند کیا، اسکے بعد پاکستانی کھلاڑیوں کو ویزا جاری نہ کیا اور کرکٹ کے عالمی کپ میں پاکستان سے میچ نہ کھیلنے کا نعرہ بھی لگا دیا، ٹماٹر سمیت دیگر چیزیں پاکستان بھیجنا بھی بند کر دیں جسکے جواب میں پاکستان نے بھی اپنی مصنوعات بھارت بھیجنا روک دیں۔ جس سے دونوں ممالک کی معیشت کو شدید نقصان ہو رہا ہے۔ پاک بھارت کے درمیان مسئلہ کشمیر کی وجہ سے ہمیشہ سے تناؤ رہا ہے۔ اقوام متحدہ میں جو سب سے پرانی قرارداد جس کا ابھی تک مستقل بنیادوں پر فیصلہ نہیں کیا گیا وہ مسئلہ کشمیر کے متعلق ہی ہے۔ امریکہ بہادر کے تسلط تلے کام کرنے والا اقوام متحدہ کبھی اس کا فیصلہ کرے گا بھی نہیں کیونکہ اگر یہ مسئلہ حل ہو گیا تو امریکہ کی روٹی روزی میں فرق پڑ سکتا ہے۔ معیار زندگی بہتر بنانے کے لیے ہر شخص معاشی حالت مظبوط بنانے میں سرگرداں رہتا ہے جس کے لیے وہ اپنی عقل و دانش، وسائل اور طاقت کا استعمال کرتا ہے۔ نظام زندگی چلانے کیلئے ہر ''شریف'' یا ''بدمعاش'' شخص کا کوئی نا کوئی ذریعہ معاش ضرور ہوتا ہے۔ کھیتی باڑی، بیوپار اور چاکری حصول رزق کے تین بنیادی ذرائع ہیں۔ کسی ملک یا ریاست کے نظام کی عمارت کی بنیاد معیشت پر ہوتی ہے۔ جرمنی، جاپان، چین، کوریا وغیرہ کی معیشت کا دارومدار صنعت وتجارت، برطانیہ کی معیشت کا انحصار درس گاہوں، پاکستان اور بھارت کی معیشت کا پہیہ زرعی اجناس سے چلتا ہے، بعض ممالک کی معیشت کا دارومدار سیر وسیاحت پر ہوتا ہے۔ سعودی عرب سمیت مشرق وسطی کے کچھ ممالک تیل کی دولت سے مالا مال ہیں۔ امریکہ بہادر (جو اپنے آپ کو انسانی حقوق کے علمبرداروں کا کپتان سمجھتا ہے) کی معیشت کا دارومدار جنگی سامان، اسلحہ، مہلک ہتھیاروں کے بیوپار پر ہے۔ دنیا کے کسی خطے میں جنگ ہو امریکہ بہادر اپنا بھرپور حصہ ڈال کر سپر پاور ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔ امریکہ یا اقوام متحدہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ مسئلہ کشمیر حل ہو جائے جس سے انکے بیوپار کو نقصان ہو۔ وزیر اعظم عمران خان نے بھارت کو میز پر بیٹھ کر معاملات حل کرنے کی دعوت دی ہے اور یہ پیشکش وہ پہلے بھی کر چکے ہیں اس کے ساتھ یہ بھی کہا ''اگر بھارت جنگ مسلط کرے گا تو پاکستان سوچے گا نہیں بلکہ بھرپور جواب دے گا۔''

دوسری جنگ عظیم کے بعد یورپ، برطانیہ سمیت دیگر ممالک نے یہ سبق سیکھا کہ جنگ مسئلے کا حل نہیں بلکہ آپس میں اتفاق سے رہنے سے ہی خطے میں امن وسکون آ سکتا ہے۔ یورپین یونین کا قیام عمل میں آیا جس میں آہستہ آہستہ اضافہ ہوتا گیا اور تعداد 28 ممالک تک جا پہنچی،

ان میں وہ ممالک بھی شامل ہیں جنہوں نے آپس میں جنگیں لڑی ہیں۔ 45 برس علیحدہ رہنے کے بعد 1990ء میں مشرقی اور مغربی جرمنی دیوار برلن توڑ کر اکٹھے ہوگئے۔ پہلی جنگ عظیم کے اختتام پر Austro-Hungarian کی سلطنت زوال پزیر ہونے پر بننے والا ملک چیکوسلوواکیہ 75 برس اکٹھے رہنے کے بعد بالآخر یکم جنوری 1993ء کو چیکوسلوواکیہ دو حصوں میں تقسیم ہوگیا، ان کی علیحدگی اتنی پرامن تھی کہ تاریخ میں اسے Velvet Divorce کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جس میں کسی قسم کا کوئی شور شرابہ یا خون ریزی نہیں ہوئی تھی۔ اسی طرح جب برطانیہ سے سکاٹ لینڈ نے علیحدگی کی خواہش ظاہر کی تو 2014ء میں ریفرنڈم کروایا گیا جس کا نتیجہ 55.30 فیصد NO میں آیا، یوں سکاٹ لینڈ برطانیہ سے علیحدہ ہوتے ہوتے بچ گیا۔ 23 جون 2016ء برطانیہ کے یورپین یونین سے نکلنے کے لیے بریگزٹ ریفرنڈم کروایا گیا جس میں 51.89% ووٹ یورپین یونین سے نکلنے والے خواہش مندوں نے دیے۔ 29 مارچ 2019ء تک برطانیہ یورپین یونین سے باہر ہوجائے گا مگر اب کوشش یہ ہو رہی ہے کہ کسی طرح ڈیڈ لائن کو مزید آگے بڑھایا جائے اور شاید ایک ریفرنڈم مزید کروا کر واپسی کا راستہ ہموار کیا جائے۔ کیونکہ برطانوی معیشت کو یورپی یونین سے نکل کر کا دشواری کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔ برطانیہ، سکاٹ لینڈ، جمہوریہ چیک، سلوواکیہ، سکاٹ لینڈ، جرمنی وغیرہ بغیر جنگ وجدل کے اپنے مسئلے امن وسکون سے حل کرسکتے ہیں تو کیا پاک بھارت یہ کام نہیں کرسکتے؟ سکاٹش ریفرنڈم کی طرز کا کشمیر ریفرنڈم بھی کروایا جاسکتا ہے جس میں کشمیریوں کو یہ فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے کہ وہ کس کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں یا کسی کے ساتھ بھی نہیں۔ جب تک ہم ان ممالک کو اپنا ثالث بناتے رہیں گے جو جان لیوا مہلک کیمیائی ہتھیار اور جنگی سامان ہمیں بیچتے ہیں تو یہ مسئلہ کبھی حل نہیں ہوپائے گا۔ دونوں ممالک کو اپنے ماضی کی غلطیوں سے سیکھنا چاہیے اور انکو یہ بات بھی یاد رکھنی بہت ضروری ہے کہ اب دونوں ممالک جوہری توانائی کے حامل ہیں۔ اگر خدانخواستہ جنگ چھڑ جاتی ہے تو دونوں اطراف میں چند منٹوں میں کسی جاندار شئے کا وجود نہیں رہے گا۔ آج تک دنیا میں کبھی دو ایٹمی طاقتوں کے درمیان براہ راست جنگ نہیں ہوئی۔ اس لیے ضروری ہے کہ دونوں ممالک کے دانشور، سیاست دان، عسکری ادارے، مذہبی راہنماء، اور دیگر مکاتب فکر لوگ اپنا مثبت کردار ادا کر کے عوام کو جنگی جنون سے باہر لائیں۔ خطے کا امن قائم کرنے کے لیے دونوں ممالک کو مستقل بنیادوں پر یہ مسئلہ میز پر بیٹھ کر خود حل کرنا ہوگا۔ دونوں ممالک اگر آپس میں تجارتی، سفارتی اور ثقافتی تعلقات بہتر کرلیں تو بجٹ دفاع پر لگانے کی بجائے عوام پر لگاسکیں گے۔ جنگوں سے قومیں تباہ ہوتیں ہیں اور امن سے ہی ترقی کرتی ہیں۔ آج پاکستان اور بھارت دونوں کے عوام کو تعلیم، صحت، روزگار، سیکورٹی اور ایک بہتر مستقبل چاہیے جو امن سے تو ممکن ہے لیکن جنگ اُس کا ہرگز حل نہیں اور پھر دونوں ممالک کے پاس ایٹم بم کی موجودگی صرف پاک بھارت مسئلہ نہیں بلکہ پوری انسانیت کو اس پر سوچنا ہوگا شاید اسی دن کیلئے ساحرلدھیانوی نے کہا تھا:

گزشتہ جنگ میں تو گھر ہی جلے، مگر اس بار

عجب نہیں، کہ یہ تنہایاں بھی جلا جائیں

عجب نہیں کہ یہ پرچھائیاں بھی جل جائیں

گزشتہ جنگ میں، پیکر جلے مگر اس بار

عجب نہیں کہ یہ پرچھائیاں بھی جل جائیں

یہی ایٹمی جنگ کا حاصل ہے جس کا دائرہ لازمی نہیں کہ صرف پاک بھارت تک محدود رہے اور کسی ذی روح کے نہ بچنے کے نتیجے میں زمین سے انسان تو کیا ہر جاندار کا سایہ بھی ختم ہو جائے۔ دنیا بھر کے مہذب انسانوں کو مل کر یہ بربریت اور جنگی جنون روکنا ہوگا کہ پاک بھارت کے درمیان جنگ کا موسم جواں ہو چکا اور خوب جواں ہو چکا اور ایسی بھرپور جوانی میں بقول فراز دو ہی کام ہوتے ہیں

جسم بلور سا نازک ہے جوانی بھرپور
اب کہ انگڑائی نہ ٹوٹی تو بدن ٹوٹے گا

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔ سرے

sohailloun@gmail.com

25-02-2019